JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 40, Issue No.01

TITLE OF THE PAPER

تعارفِ اقبال بذریعہ خطوطِ اقبال

AUTHOR(S)

* **Farah Noreen**
PhD Scholar, Department of Iqbal Studies
The Islamia University, Bahwalpur

** **Dr. Iram Saba**
Assistant Professor, Department of Iqbal Studies
The Islamia University, Bahawalpur

CONTACT

* shafughati@gmail.com
** irum.saba@iub.edu.pk

HISTORY OF THE PAPER

Received on: March 15, 2024
Accepted on: June 25, 2024
Published on: June 30, 2024

DETAIL(S)

Volume No. 40, Issue No. 01, Page No: 98-105
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2024. ©Journal of Research (Urdu) 2024.
This publication is an open access article.

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Khawar Nawazish
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 300 9561745

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
khawarnawazish@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

* فرح نورین ** ڈاکٹر ارم صبا

تعارفِ اقبال بذریعہ خطوطِ اقبال

Introduction to Iqbal through the Letters of Iqbal

ABSTRACT

Allama Iqbal is an eloquent poet. Iqbal`s letters introduce Iqbal himself. His letters are the interpreter of his thoughts. Due to the importance of Iqbal`s letters, many collection of his letters have been published so far. Iqbal had the habit of writing letters from the very beginning. He was very diligent in writing letters. Some of Allama`s letters shed light on his intellectual evolution and important intellectual discussions. Therefore, Iqbal's letters are extremely beneficial and important for the readers and researchers of Iqbaliat.

KEYWORDS

Poetry, Collection of Letters, Interpreter of Thoughts, Intellectual Evolution

خط دو افراد کے مابین تحریری گفتگو کا نام ہے۔خط شخصیت کے اظہار کا نام ہے مشاہیر کی شخصیت سے آشنائی اوران کی فکر سے آگاہی کے لیے ان کے خطوط کا مطالعہ بہت اہم ہے اکثر مشاہیر ادب اپنے خطوط میں اپنا تعارف آپ کراتے نظر آتے ہیں۔ کسی بھی خط میں خط نویس کی شخصیت اپنی تمام تر رعنائی یوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔خط شفاف آئینہ ہے جس میں خط نویس اپنی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے مشاہیر کے خطوط اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال زندگی کے نئے آفتاب کی نمود کا پیغام دینے والے بیسویں صدی کے عظیم فلسفی شاعر ہیں۔اقبال کے افکار سیاسی نوعیت کے ہوں یا ملی، معاشی ہوں یا ادبی، مذہبی ہوں یا اخلاقی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ اقبال کے کلام کو ایک نئے تازیانے کی حیثیت حاصل ہے ان کے خطوط جہاں ان کی فکر کے غماز ہیں وہاں بحثیت شاعر اور بطور انسان اقبال کی دریافت میں ایک مستند حوالہ بھی ہیں۔

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 40, Issue No. 1, June 2024

خط باطن کا ترجمان ہے علامہ اقبال کے خطوط سے ان کی شخصیت کے کئی پہلو آشکار ہوتے ہیں۔ یہ خطوط ان کے فکری زاویوں اور ادبی محرکات سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ان خطوط سے اقبال کو اقبال بنانے والے عناصر منظر عام پر آتے ہیں۔بقول عطااللہ:

> ''اقبال کو سمجھنے کے لیے ان کے کلام کی طرح ان کے خطوط کا مطالعہ بھی دوستداران اقبال کے لیے لازمی ہے۔''(1)

خطوط اقبال کی اہمیت کے پیش نظر ان کے کئی خطوط کے مجموعے زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ماہر اقبالیات رفیع الدین ہاشمی کا دعوی ہے کہ علامہ لاتعداد خطوط کے خالق ہیں لیکن ان کے محفوظ خطوط کی تعداد سترہ سو کے لگ بھگ ہے(2)اب تک علامہ کے جو خطوط کے مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں ان میں شاد اقبال،اقبال نامہ اول و دوم،مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین خاں،اقبال از عطیہ،مکتوبات اقبال،انوار اقبال،مکاتیب اقبال بنام گرامی،خطوط اقبال،اقبال کے خطوط جناح کے نام،کلیات مکاتیب اقبال پانچ جلدیں،نوادر اقبال بنام کشن پر شاد شاد،روح مکاتیب اقبال،اقبال نامے،اقبال جہان دیگر،مکاتیب سر محمد اقبال بنام سید سلیمان ندوی،مظلوم اقبال اور خطوط اقبال بنام بیگم گرامی شامل ہیں۔ان میں سے بعض خالصتاً خطوط اقبال کے مجموعے ہیں اور بعض میں علامہ کے چند خطوط شامل ہیں۔

خطوط اقبال ،اقبال کے رجحانات،میلانات،جزبات،خیالات،تصورات،نظریات،احساسات،عادات، تخلیقات،ادبی محرکات،کیفیات،اخلاقیات،تعلیمات،ذاتیات،معاملات اور سوانحی و عصری حالات کو سامنے لاتے ہیں اقبال کے مکتوب الیہم کا حلقہ خاصا وسیع تھا جس میں عامی اور خدمت گار سے لے کر راجے مہاراجے اور وزراء شامل تھے۔اقبال شروع سے ہی خط لکھنے میں مستعد تھے۔ان کے خط باقاعدگی سے لکھنے کی عادت پر ان کی ہمشیرہ اپنے ایک انٹرویو میں بتاتی ہیں۔بقول کریم بی بی:

> ''جب اقبال اعلی تعلیم کے حاصل کرنے کے لیے ولایت گئے،ہر بدھ وار کو اقبال کا خط آیا کرتا تھا۔''(3)

اقبال کی ہمشیرہ کے اس بیان سے اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ وہ خط کو رابطے کے وسیلے کے طور پر استعمال کرنے پر شروع سے ہی قادر تھے۔علامہ اقبال کے خطوط کی اہمیت کے پیش نظر ان کی اشاعت کا آغاز ان کی زندگی میں ہو گیا

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

تھا خواجہ حسن نظامی نے 17-1916 میں اپنی کتاب ''اتالیق خطوط نویسی'' میں علامہ کے دس، پندرہ خطوط شائع کیے(4)۔علامہ اقبال نے 19 اکتوبر 1919ء کے خط بنام خان نیاز الدین خاں میں اپنے خطوط کی اشاعت پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

''مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ آپ میرے خطوط محفوظ رکھتے ہیں خواجہ حسن نظامی بھی ایسا ہی کرتے ہیں کچھ عرصہ ہوا جب انہوں نے میرے بعض خطوط ایک کتاب میں شائع کر دیے تو مجھے بہت پریشانی ہوئی۔ امید ہے آپ میرے خطوط کو اشاعت کے خیال سے محفوظ نا رکھتے ہوں گے۔''(5)

خطوط ذاتی معلومات اور جزباتی کیفیات کے عکاس ہوتے ہیں خطوط کو بلا اجازت اچانک یوں منظر عام پر لانا اخلاقی طور پر مناسب نہیں۔ علامہ نے اس لیے اپنے خطوط کی اشاعت کو ناپسند کیا ورنہ وہ خطوط کی اشاعت کو کئی اعتبار سے سود مند سمجھتے ہیں جس کا اندازہ 29 مارچ 1919 کے خط سے بخوبی ہو جاتا ہے جو انہوں نے محمد احمد خاں کو لکھا:

''شاعر کے لٹریری اور پرائیویٹ خطوط سے اس کے کلام پر روشنی پڑتی ہے اور اعلی درجہ کے شعراء کے خطوط شائع کرنا لٹریری اعتبار سے مفید ہے۔''(6)

اس خط سے واضح ہے کہ اقبال مشاہیر ادب کے علمی و ادبی نوعیت کے خطوط کی اشاعت کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ ایسے خطوط ادیب کی فکر کو اجاگر کرتے ہوئے قاری کو ان فکری زاویوں تک رسائی دیتے ہیں جہاں تک پہنچنا قاری کا حق ہے۔ یہ خطوط قاری کے ادبی ذوق کی تشفی کرتے ہیں۔ علام اقبال کا اب تک کا دستیاب قدیم ترین خط انہوں نے بورڈنگ ہاؤس لاہور سے احسن مارہروی کو 28 فروری 1899 کو لکھا۔ علامہ نے یہ خط مرزا داغ اور امیر مینائی کی تصاویر کی تلاش میں لکھا۔ اقبال رقمطراز ہیں:

''میں نے دنیا کے بڑے بڑے شاعروں کے فوٹو جمع کرنے شروع کیے ہیں۔''(7)

علامہ اقبال نے آخری خط ممنون حسن خاں کے نام 19 اپریل 1938 کو لکھا جس میں وہ اپنی علالت کا تذکرہ کرتے ہیں:

”دمے کے متواتر دوروں نے مجھے زندگی سے تقریباً مایوس کر دیا تھا مگر اب خدا کے فضل سے کچھ افاقہ ہے گو کلی طور پر ابھی صحت نہیں ہوئی۔“(8)

علامہ کے طویل خطوط تعداد میں کم ہیں جن میں سے اکثر عطیہ فیضی کے نام ہیں جبکہ ان کا مختصر خط محررہ 29اکتوبر 1929بنام شاکر صدیقی اس ایک جملے پر مشتمل ہے:

”میری رائے میں یہ استعارہ درست نہیں۔“(9)

اقبال آخری عمر میں علالت اور ضعف بصارت کے باعث خط لکھنے پڑھنے سے قاصر تھے اس لیے انہیں کاتبین سے مدد لینی پڑی۔ وہ منشی طاہر حسین، میاں محمد شفیع، عبداللہ چغتائی، سید نذیر نیازی اور جاوید اقبال سے خطوط لکھواتے(10) اقبال فہمی کے لیے خطوط اقبال کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ ان کی شعری اور نثری تخلیقات کے مطالب و مفاہیم کی تفہیم میں خطوط اقبال کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک قادرالکلام شاعر، مفکر اسلام، فلسفی اور سیاسی رہنما کے افکار جاننے اور اقبال کو اقبال بنانے والے عوامل اور اجزاء ان کے خطوط میں جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ حق گوئی اور بے باکی کو آئین جواں مرداں قرار دینے والے اقبال خود بھی انہی اوصاف حمیدہ سے مزین تھے۔ سچ کا علم لے کر نکلنے والا ہی بہادر کہلاتا ہے۔ علامہ وہ بہادر ہادی اور رہنما ہیں جنھوں نے معرکہ حق و باطل میں زمانے کی روش کے برعکس ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دیا دنیاوی جاہ و حشمت کو ٹھکرا دیا اسی حق گوئی و بے باکی نے انہیں زندہ جاوید کر دیا۔ 4 جنوری 1922 کے خط میں غلام بھیک نیرنگ کو لکھا:

”قسم ہے خدائے ذوالجلال کی دنیا کی کوئی قوت مجھے حق بات کہنے سے باز نہیں رکھ سکتی اقبال کی زندگی مومنانہ نہیں لیکن اس کا دل مومن ہے۔“(11)

فکر اقبال جامد نہیں وہ ارتقا پذیر ہے اسی انقلاب پسندی نے اقبال کو اقبال بنایا۔ تغیر و تبدل کی اسی انقلابی روش نے قوم کو حیات نو بخشی۔ 27 ستمبر 1936 کو مولوی عبدالحق کو لکھا:

”انسان جب تک زندہ ہے افکار و ترددات لازمہ حیات ہیں۔“(12)

یہ اقبال کا فکری ارتقا ہی تو تھا جس نے انہیں وطنیت کی سرحدیں توڑ کر مسلمانوں کو ایرانی، افغانی، تورانی اور ہندوستانی کی تقسیم سے نجات دلا کر ملت میں گم ہونے کا درس دیا۔ کلام اقبال کی طرح خطوط اقبال بھی ان کے قلب و ذہن کی

پختگی کے مظہر ہیں۔ان کے خیالات اور افکار کا دائیرہ وسیع اور اچھوتا ہے۔اقبال کو اپنے کلام میں پوشیدہ پیغام کی غرض وغایت کا ادراک بھی ہے اور وہ فکر کی سطح پر برپا انقلاب کا مقصد بھی جانتے ہیں۔حق گوئی و بے باکی کے نقیب اقبال ایک انتہائی اہم پہلو کی جانب 17 مارچ 1925 کے خط میں اکبر منیر کو نشاندہی کرتے ہیں:

> ”بہت کم آدمی ایسے ہیں جو اپنی زندگی کے مختلف احوال و مقاصد سے آگاہ ہوتے ہیں۔“(13)

یہ ہے امت مسلمہ کا اصل المیہ جس کی جانب علامہ اشارہ کرتے ہیں۔مسلمانوں کی سب سے بڑی بد قسمتی یہی رہی ہے کہ انہوں نے بحیثیت مسلمان اپنی تخلیق کے مقصد کو فراموش کر دیا۔اسلام نے مساوات،اخوت اور بھائی چارے کا درس دیا،اقبال اسی تناظر میں دنیا کے کسی بھی خطے میں بسنے والے مسلمان کی تکلیف پر پوری امت مسلمہ کے بے چین ہونے کی بات کرتے ہیں لیکن آج ہم نے اس سبق کو بھلا دیا ہے جس کی رو سے پوری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور امت مسلمہ جسد واحد کی مانند ہے۔بے عملی اور تن آسانی نے آج کے مسلمان کو اشرف المخلوقات کے منصب سے گرا دیا ہے۔20 اگست 1935 کے خط بنام سید سلیمان ندوی میں علامہ لکھتے ہیں:

> ”بعض مقاصد خاص رکھتا ہوں جن کے بیان کے لیے اس ملک کے حالات و روایات کی رو سے میں نے نظم کا طریقہ اختیار کیا۔“(14)

علامہ اقبال کا شمار ایسی ہستیوں میں ہوتا ہے جن پر اللہ رب العزت کا خاص کرم تھا۔اسی فضل ربی نے انہیں ان کے مقاصد حیات سے آشنائی عطا کی۔ان کا اعلیٰ وارفع مقصد حیات انسانیت کو انسان ہونے کا یقین دلانا تھا۔اعلیٰ اخلاق کے حامل معاشرہ کی تشکیل ان کا مطمح نظر تھا ایسے معاشرے کی تعمیر اسلامی نظام کے تحت ہی عمل میں لائی جاسکتی ہے وہ جس فلسفہ خودی و بے خودی کے رمز شناس تھے وہ اس کے مقلد بھی تھے۔5 دسمبر 1928 کے خط میں غلام بھیک نیرنگ کو اپنے مقاصد کی نوعیت سے یوں آگاہ کرتے ہیں:

> ”میرا کام زیادہ تو تعمیری ہے اور اس تعمیر میں میں نے فلسفہ اسلام کی بہترین روایات کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔“(15)

اقبال کے فکر کی پوری عمارت اسلام اور اسلامی تعلیمات پر استوار ہے۔ان کی تخلیقات مذہبی عقاید و نظریات سے مزین ہیں ان کے ہاں مذہبی رنگ گہرااور جاندار ہے۔ان کی اسلام سے محبت نے انہیں احیائے و تجدید دین کی جانب مائل کی،امسلم امہ کے مذہبی انحطاط اور بے گانگی نے انہیں مضطرب رکھا۔

علامہ اقبال ایک قابل فخر مسلمان ہیں وہ اسلام کے شیدائی ہیں اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے جس کے مطابق زندگی بسر کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔علامہ زندگی کو اسلامی تعلیمات اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کرنے کی تلقین کرتے ہیں علامہ اپنی شاعری میں عمل پر زور دیتے ہیں۔مذہب میں موجود قوت ہی انسان کو با عمل بناتی ہے لہذا مذہب میں قوت کا عنصر ہونا لازمی ہے۔اقبال عقل پر عشق اور وجدان کو فوقیت دیتے ہیں عشق ہی جبرئیل امین اور مصطفی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان بنا۔اقبال کے نزدیک عشق الٰہی انسان کو خود شناس بنانے کا ذریعہ ہے۔وہ 9مارچ1916 کو شاہ سلیمان پھلواروی کو لکھتے ہیں:

"خود سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق رکھتا ہوں۔"(16)

اقبال کے اس خط سے واضح ہے کہ وہ سلسلہ قادریہ سے بیعت تھے۔علماء و صوفیا سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔اسی تعلق نے علامہ کی فکر کو وہ حرارت اور توانائی بخشی جسے بروئے کار لا کر انھوں نے امت مسلمہ کو خواب گراں سے جگایا۔مسلمانوں کو حقیقی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا۔یہی موثر اور توانا آواز آج بھی عالم اسلام کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ان کا دین کا مطالعہ بہت گہرا تھا اس لیے وہ اپنے خطوط میں قرآن، حدیث، تصوف، شریعت اور فقہ پر تبادلہ خیال کرتے دکھائی دیتے ہیں۔علامہ کو قرآن و سنت سے خاص شغف رکھتے تھے۔ان کی فکر کے سوتے قرآن و سنت سے پھوٹتے ہیں۔وہ صوفیا عظام کی اشاعت و تبلیغ دین کی خدمات کے معترف ہیں۔صوفیا کرام نے دنیا بھر میں اسلام کو رونق بخشی۔علامہ نے ان صوفیا سے فیض پایا اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے،اسلامی عقائد میں ہونے والی ملاوٹ سے مسلمانوں کو خبردار کیا۔اقبال کو اپنے افکار کے اعلی و ارفع ہونے کا بخوبی احساس ہے جس کا اظہار 17جولائی1919 کے خط میں عطیہ فیضی کو کرتے ہیں:

"وہ خیالات جو میری روح کی گہرائیوں میں سے ایک طوفاں بپا کیے ہوئے ہیں عوام پر ظاہر ہوں تو پھر مجھے واثق یقین ہے کہ میری موت کے بعد میری پرستش ہو گی دنیا

میرے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گی اور مجھے اپنے آنسوؤں کا خراج عقیدت پیش کرے گی۔"(17)

انہیں کامل یقین تھا کہ ان کے خیالات معاشرے کے لیے بے حد سود مند ثابت ہیں۔ فکر اقبال کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ ان کے خیالات کی نوعیت الہامی ہے۔ علامہ ماضی کے مطالعے سے مستقبل کی جھلک دیکھ سکتے تھے۔ قدرت نے انہیں اس خاص صلاحیت سے نوازا تھا۔ علامہ کی اپنے مقام ومرتبہ کے حوالے سے 1919ء میں کی جانے والی پیشن گوئی درست ثابت ہوئی وہ آج بھی اپنے افکار وخیالات کی وجہ سے زندہ ہیں علامہ صاحب بصیرت انسان ہیں۔ وہ دانا ہیں، بینا ہیں اس لیے ان کے افکار آج بھی بے حد توانا ہیں۔

حوالہ جات

1۔ عطاءاللہ، شیخ، اقبال نامہ، حصہ دوم، (لاہور: شیخ محمد اشرف، 1951ء)، ص 14
2۔ رفیع الدین ہاشمی، علامہ محمد اقبال، مشمولہ: تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، جلد پنجم، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، 2012ء)، ص 81
3۔ صابر کلوروی، اقبال کے ہم نشیں، (لاہور: مکتبہ خلیل، 1985ء)، ص 253
4۔ مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، (دہلی: اردو اکادمی، 1989ء)، ص 32
5۔ رحمن، ایس اے، مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین خاں، (لاہور: بزم اقبال، 1954ء)، ص 24
6۔ بشیر احمد ڈار، انوار اقبال، (لاہور: اقبال اکیڈمی، 1977ء) ص 11
7۔ مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، ص 62
8۔ مظفر حسین برنی، کلیات مکاتیب اقبال، جلد چہارم، (دہلی: اردو اکادمی، 1998) ص 678
9۔ بشیر احمد ڈار، انوار اقبال، ص 109
10۔ کلیات مکاتیب اقبال، جلد اول، ص 31
11۔ عطاءاللہ، شیخ، اقبال نامہ، حصہ اول، (لاہور: شیخ محمد اشرف تاجر کتب، 1945)، ص 207

12۔ عطااللہ، شیخ،اقبال نامہ، حصہ دوم(لاہور: شیخ محمد اشرف، 1951)، ص80
13۔ عطااللہ، شیخ،اقبال نامہ، حصہ دوم، ص167
14۔ عطااللہ، شیخ،اقبال نامہ، حصہ اول، ص195
15۔ ایضاً، ص10
16۔ بشیر احمد ڈار، انوار اقبال، ص181
17۔ عطااللہ، شیخ،اقبال نامہ، حصہ دوم، ص126